بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خطبہ نمبر ۱۰

روزنامہ

الفضل ربوہ

بصیغہ جمعہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲ پیسے

نمبر ۵۸	۱۷ امان ۱۳۴۶ ش / ۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ / ۱۷ مارچ ۱۹۶۷ء	جلد ۵۶/۲۱

اخبار احمدیہ

• ربوہ ۱۶ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ عام طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ البتہ دوا کے اثر کی وجہ سے ضعف کی شکایت ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

• ربوہ ۱۶ مارچ۔ گزشتہ ہفتہ کے اوائل میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مد ظلہا العالی کی طبیعت پھر ناساز ہو گئی تھی۔ اب بخار تو نہیں ہے۔ تاہم کمزوری چل رہی ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

• ربوہ ۱۶ مارچ۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مد ظلہا کو کل رات پھر حرارت ہو گئی تھی۔ آج صبح عام طبیعت بہتر ہے۔ خون کے معائنہ سے پتہ چلا ہے کہ ابھی انفیکشن ہے۔ احباب خاص توجہ کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بے حد برکت ڈالے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ

خلیفۂ وقت کا ایک اہم فرض یہ ہے کہ وہ اس بات کی نگرانی کرے کہ جماعت اعتصام بحبل اللہ کے مقام سے نیچے نہ گرے

جماعت کو اعتصام بحبل اللہ کے مقام پر قائم رکھنے کی غرض سے ہی مختلف تنظیمیں قائم کی گئی ہیں

ہر تنظیم کو اپنے دائرہ کے اندر کام کرنا چاہیئے اور دوسری تنظیموں سے بہرحال پورا تعاون کرنا چاہیئے

یہی وہ راہ ہے جس سے جماعت کا قدم تیز سے تیز تر ہوتا چلا جائیگا اور اسلام تمام ادیانِ باطلہ پر غالب ہو جائیگا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء بمقام احمدیہ ہال کراچی

(مرتبہ۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج صیغہ زود نویسی)

تشہد تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے یہ آیت پڑھی۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖۤ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝

اس کے بعد فرمایا۔

جو آیت کریمہ میں نے ابھی پڑھی ہے اس میں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کے ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تین حکم دیئے ہیں

۱۔ حبل اللہ کے ایک معنے

عہد کے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ اے مومنو! جنہوں نے خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے رسول کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنے رب سے ایک عہدِ بیعت باندھا ہے تم اس عہد پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ کیونکہ جو لوگ خدا سے عہد باندھ کر بعد میں اسے بھول جاتے یا اسے توڑ دیتے ہیں اور اس عہد کی ذمہ واریوں کو نبھاتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک دن ان سے اس عہد کے توڑنے یا اس کی ادائیگی میں غفلت برتنے کے متعلق ضرور سوال کرے گا۔

۲۔ دوسرا حکم اس میں یہ ہے کہ

حبل اللہ کے دوسرے معنے

یہ وہ تمام وسیلے اور ذرائع اور تدابیر جن کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے چنانچہ مفرداتِ راغب میں اس کے یہ معنے دیئے ہیں۔ اَلَّذِیْ مَعَہُ التَّوَصُّلُ بِہٖ اِلَیْہِ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْعَقْلِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا اِذَا اعْتَصَمْتَ بِہٖ اَدَّاکَ اِلٰی جِوَارِہٖ کہ وہ تمام وسیلے اور تدبیریں جن کو جب مضبوطی سے پکڑا جائے اور ان پر عمل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے قرب تک پہنچا دیتے ہیں جس میں سے انہوں نے بطور مثال قرآن کریم اور عقل انسانی کا ذکر کیا ہے اور یہ بتانے کے لئے کہ بہت سی باتیں ہیں جو اس میں شامل ہیں وغیر ذٰلک کے الفاظ رکھ دیئے ہیں۔ تین بڑی چیزیں ہیں جو قربِ الٰہی کی راہوں کو ہم پر منکشف کرتی ہیں۔ سب سے پہلے سب سے اہم تو قرآن کریم ہے جس نے شریعت کی تمام باتوں کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ اس کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی عملی زندگی میں قرآن کریم کی تصویر کامل اور مکمل طور پر ہمارے سامنے پیش کی

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

اور تیسری جگہ پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور احادیث ہیں

جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے اس میں ایک تو وہ

ابدی صداقتیں اور بنیادی ہدایتیں

ہیں جو اس دن سے کہ قرآن کریم دنیا میں نازل ہوا قابل عمل ہیں اور اس وقت تک قابل عمل رہیں گی کہ دنیا پر قیامت آجائے۔ پھر وقتی الجھنوں کو سلجھانے کے لئے قرآن کریم بعض ہدایتیں دیتا ہے جو جزئیات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور جو وقت کا مطالبہ ہو اُسے وہ پورا کرتا ہے۔ پہلے زمانوں میں بھی پورا کرتا آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی پورا کر رہا ہے۔ اور آپ کے خلفاء کے زمانہ میں بھی پورا کرتا چلا جائے گا۔ اور جیسا کہ پہلے ہوا اگر خدانخواستہ کبھی خلافت کا سلسلہ منقطع ہوا تو اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے جو وقت کے تقاضوں کے مطابق قرآن کریم سے نور لے کر دنیا کے اندھیروں کو دُور کرتے رہینگے

تو پہلی چیز تو قرآن کریم ہے جس کے ذریعہ سے جسے پڑھ کے، جسے سمجھ کے، جس کی تفاصیل کا علم حاصل کر کے اور پھر اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال کر ہم اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ پس پہلے تو یہ بتایا کہ تم نے ایک عہد باندھا ہے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھنا اور ساتھ ہی اسی لفظ میں ایک دوسرے معنی کے لحاظ سے ہمیں یہ بتایا کہ اس عہد کو مضبوطی سے کیسے پکڑا جا سکتا ہے (یعنی قرآنی ہدایت و شریعت پر عمل کر کے اور اسے حرزِ جان بنا کر)۔

۳ - اور

حبل اللہ کے تیسرے معنی

ہیں وصل اور وصال کے، مقامِ قرب کے حصول کے۔ تو فرمایا کہ جب تم اللہ تعالےٰ تک پہنچ جاؤ اور تمہیں اس کا قرب حاصل ہو جائے تو اس مقامِ قرب کی حفاظت کرتے رہنا اور صدق و وفا کے ذریعہ شیطانی حملوں سے اسے بچانا۔

تو پہلے یہ کہا کہ اپنے عہدوں پر مضبوطی سے قائم رہو۔ پھر یہ فرمایا کہ ان عہدوں پر مضبوطی سے قائم ہونے کے یہ معنے ہیں کہ وہ راستے وہ طریق جو قرآن کریم نے، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ نے، اور آپ کے ارشادات نے خدا تعالےٰ تک پہنچنے کے لئے تمہیں بتائے ہیں ان کو لازم پکڑو۔ اس طرح تم خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر لو گے۔ تیسرے یہ حکم دیا کہ جب تم مقام قرب کو پا لو تو پھر بھی تم شیطان سے محفوظ نہیں جب تک کہ اسی حالت میں وفات نہ ہو جائے اور انسان کا انجام بخیر نہ ہو جائے۔ اس سے پہلے شیطان ساری زندگی میں انسان پر حملہ آور ہوتا رہتا ہے۔ اپنی پوری کوشش کرتا ہے کہ خدا کا وہ بندہ جس نے اعمال صالحہ اور مجاہدات کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل کو جذب کر کے اس کے قرب اور اس کی رضا کو حاصل کیا تھا۔ وہ شیطان اس بندۂ خدا کو اس مقام سے پرے ہٹا دے۔ جیسا کہ مذہب کی تاریخ میں

اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں

کہ خدا کے بعض بندوں نے اس کا قرب حاصل کیا۔ بعد میں شیطان نے ان پر کامیاب حملہ کیا اور مقامِ رفعت سے گرا کے انہیں نارِ جہنم میں دھکیل دیا۔ جیسا کہ خود حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بعض صحابہؓ کے متعلق کہیں گے کہ یہ میرے صحابہ تھے، جہاں تک میرا علم ہے انہوں نے میری باتوں کو سنا اور مانا اور ان پر عمل بھی کیا، ان کو جہنم کی طرف کیوں لے جایا جا رہا ہے۔ تو آپ کو بتایا جائے گا کہ آپ کی وفات کے بعد جو بداعمالیاں ان سے سرزد ہوئیں، آپ ان سے واقف نہیں، اور یہ لوگ اس مقامِ رفعت کو قائم نہیں رکھ سکے، اس مقام سے گر گئے، اور آج اللہ تعالےٰ کے غضب اور اس کی لعنت کا مورد بن گئے ہیں۔

تو تیسرا حکم ہمیں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا میں اللہ تعالےٰ نے یہ دیا ہے کہ جب تم میری رضا کو اس دنیا میں حاصل کر لو، میرے قرب کو پا لو، تب بھی مطمئن نہ ہو جانا کہ تمہاری قربانیاں اور مجاہدات جو تم کر چکے ہو وہی کافی ہیں اور میری رضا کے مقام پر قائم رہنے اور اس میں مزید ترقی کرنے کے لئے تمہیں کچھ اور نہیں کرنا۔ اس وقت بھی آگے سے آگے تمہارا قدم جانا چاہئے۔ تمہاری پہلی قربانیاں بعد میں آنے والی قربانیوں کے مقابلہ میں ہیچ نظر آنے لگیں۔ پوری کوشش تمہیں کرنی پڑے گی کہ شیطان تم پر کامیاب حملہ نہ کر سکے۔ حملہ تو وہ ضرور کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ انسان شیطان کے حملوں سے اپنے آپکو بچائے اور اس کے دامِ فریب میں اپنے آپکو نہ آنے دے۔

تو یہ تین معنے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ کے ہیں۔ اور معانی کی اس ترتیب سے جو میں نے بیان کی ہے اللہ تعالےٰ نے

درجہ بدرجہ ہمیں تین سبق دیئے ہیں

اور ہوشیار کیا ہے اور متنبہ کیا ہے اور ہمیں ڈرایا ہے اس بات سے کہ اگر تم عہد توڑ دوگے تب بھی تباہی، عہد کے نباہتے وقت قرآن کریم سے منہ موڑو گے تب بھی ہلاکت۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور آپ کے ارشادات کی عظمت قائم نہیں کرو گے تب بھی شیطان کا کامیاب وار تم پر ہو جائے گا۔ اور پھر جب تم یہ سب کچھ کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کر لو گے تو اُس وقت بھی مقام خوف رہے گا جب تک تم اس دنیا میں زندہ ہو، جب تک تم اپنے انجام کو پہنچ جاؤ اُس وقت تک چوکس اور بیدار رہ کر اپنے مقام رفعت اور مقام روحانیت کی حفاظت کرنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ پس وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا میں اللہ تعالےٰ نے یہاں یہ بتایا کہ اگر تم اس مفہوم کے مطابق جو عربی کے لحاظ سے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کا ہے، ہمارے حکم بجا لاؤ گے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہارے اندر کوئی ایسا تفرقہ پیدا نہیں ہو گا جو ملت کے شیرازہ کو بکھیر دے اور ترقی کی جو منازل امتِ مسلمہ طے کر رہی ہے اس میں تنزل کا کوئی رخنہ واقع ہو جائے۔

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا۔ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام لانے سے قبل یا اسلام سے باہر رہتے ہوئے جو لوگ زندگی کے دن گزار رہے ہیں وہ تفرقہ کا شکار ہیں مذہبی اور روحانی لحاظ سے۔ اور ان میں سے

کوئی جماعت یا فرقہ ایسا نہیں

ہے کہ جو نیکی کے مقام پر کھڑا ہو یا نیکی کے مقام پر کھڑا رہ سکے۔ کیونکہ یہاں نفی کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے عربی کا جو لفظ استعمال فرمایا ہے اس کے مقابلہ میں الفت کا لفظ استعمال کیا ہے اور الفت کے معنی اکٹھے ہو جانے اور محض باہمی مودت اور پیار کے نہیں بلکہ ایسے اجتماع اور ایسی محبت و پیار کے ہیں جو نیکیوں پر قائم ہو۔ جو بدیوں پر قائم ہو کر ایک جتھہ بنتا ہے اسے عربی زبان الفت کے لفظ سے یاد نہیں کرتی یہاں الفت کے مقابلہ میں تفرقوا کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے اندر اس طرف بھی اشارہ ہے کہ وہ تمام فرقے جو اسلام سے باہر ہیں یا وہ جو حقیقی اسلام سے باہر ہو جاتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جو نیکی اور تقوےٰ اور طہارت پر قائم ہو۔ بلکہ سارے کے سارے بلا استثنٰی ضلالت پر قائم ہیں

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اعتصموا بحبل اللہ جمیعًا پر عمل کرو گے تو فرقہ فرقہ نہ بنو گے۔ اور جب بھی تمہارے اندر فرقے نظر آنے لگیں تو سمجھ لینا کہ قوم نے اعتصموا بحبل اللہ جمیعًا پر عمل نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اعتصام بحبل اللہ کے نتیجہ میں ایک بڑا انعام جو تمہیں عطا کیا گیا ہے

وہ باہمی مودّت اور اخوّت ہے

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ساری دنیا کی دولت بھی اگر خرچ کی جاتی تو اس قسم کی الفت جو نیکی پر قائم ہوتی ہے اور نیکی پر قائم رکھتی ہے اس جماعت میں پیدا نہ ہو سکتی۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے امتِ مسلمہ میں اس قسم کی محبت اور اخوت اور الفت کو پیدا کیا ہے اعتصام بحبل اللہ کے نتیجہ میں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا۔ چونکہ کوئی فرقہ بھی ہدایت پر اور صراطِ مستقیم پر قائم نہیں تھا اس لئے ان کی مثال ایسی تھی جیسے کہ ایک گڑھا ہو، اس میں بڑی تیز آگ جل رہی ہو، اور اس کے کنارہ پر کوئی کھڑا ہو اور یہ خطرہ ہو کہ کہیں وہ اس کے اندر گر نہ جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اِس

ہدایت عظمیٰ قرآن

کو نازل کیا اور اس کے نتیجہ میں انسانوں میں سے ایک گروہ اس جماعت میں داخل ہو کر ایسا بن گیا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس جلتی ہوئی آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچا لیا اور اپنی محبّت کی ٹھنڈی چھاؤں میں اسے لا بٹھایا اور رضا کی جنّتوں میں اسے داخل کیا۔

یہ واقعہ صرف اس شخص سے پیش نہیں آتا جو کفر سے اسلام لاتا ہے بلکہ امتِ مسلمہ میں شامل ہونے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ امت کو ایسے امتحانوں میں ڈالتا رہتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جب ابھی کسی امام کا انتخاب نہیں ہوا تھا اس وقت ساری امتِ مسلمہ اِسی قسم کے ایک گڑھے کے کنارے پر کھڑی ہو چکی تھی جو خدا تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ سے پُر تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور پھر دنیا کو اَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا کا نظارہ دکھایا اور ان کے لئے اس آگ کے کنارے کی بجائے اپنے قرب کی راہوں کو کھول دیا۔

تو جب بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی رسول یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ وفات پاتا ہے تو اُس وقت خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی حالت وہ ہوتی ہے جس کا ذکر یہاں کیا گیا ہے کہ ایک گڑھا ہے جس میں آگ بھڑک رہی ہے اور وہ اسکے کنارے پر کھڑے ہیں۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ وہ آگ کے گڑھے میں گر جائیں گے یا

اللہ تعالیٰ کا فضل

آسمان سے نازل ہو گا اور ان کو اس آگ سے بچا لے گا۔

ایسے موقع پر (چند گھڑیاں ہوں یا چند گھنٹے ہوں یا چند دن ہوں) شیطان کی ساری طاقت اس کام میں صرف ہو رہی ہوتی ہے کہ خدا کی مقرب جماعت میں فتنہ پیدا کرے، اور ان کو آگ میں دھکیل دے، اور خدا کی لعنت کا انہیں مورد بنائے، اور خدا کے پیار سے انہیں دُور لے جائے۔ پس اُس وقت شیطانی طاقتیں پورا زور لگا رہی ہوتی ہیں اور ہر قسم کے فتنے جماعت میں پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہوتی ہیں بدظنّی کو ہوا دے کر۔ اور کمزور دل خوف سے بھر جاتے ہیں۔ اور ہر تدبیر جس سے الٰہی سلسلہ میں کمزوری پیدا کی جا سکتی ہے وہ تدبیر شیطان اور اس کے ساتھی کر رہے ہوتے ہیں اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنے ایک نہایت کمزور بندے پر نگاہ ڈالتا اور اپنے لئے اُسے چُنتا ہے کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ

خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے

اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے۔ لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چُنتا ہے جس کے متعلق دنیا سمجھتی ہے کہ اسے کوئی علم حاصل نہیں، کوئی روحانیت، اور بزرگی اور طہارت اور تقوےٰ حاصل نہیں۔ اسے وہ بہت کمزور جانتے ہیں اور بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو چُن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور

خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال

کے سامنے کلّی طور پر فنا اور نیستی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے۔ اور جو اس کے مخالف ہوتے ہیں انہیں کہتا ہے مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے۔ یہ بندہ بے شک نحیف، کم علم، کمزور، کم طاقت اور تمہاری نگاہ میں طہارت اور تقوےٰ سے عاری ہے لیکن اب یہ میری پناہ میں آ گیا ہے اب تمہیں بہر حال اس کے سامنے جُھکنا پڑے گا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انتخابِ خلافت کے وقت اسی کی منشاء پوری ہوتی ہے اور بندوں کی عقلیں کوئی کام نہیں دیتیں۔

اس آیۃ کا

آیتِ استخلاف کے ساتھ بھی بڑا گہرا تعلق

ہے۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک اور رنگ میں اسی قسم کا مضمون بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

اِس وقت یہاں میں ساری آیۃ کی تفسیر میں نہیں جاؤں گا۔ البتہ یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ میں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کا مفہوم پایا جاتا ہے کہ خلافت کے قائم ہونے پر اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اسکے رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے "اعتصام بحبل اللہ" کیا تھا پھر اسکی آواز پر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اپنے عہد کو سمجھنے لگتے ہیں اور یاد رکھتے ہیں اور اسکے مطابق خدا تعالیٰ کی تعلیم پر عمل کرنیوالے بن جاتے ہیں۔ اور جب

ان کو خدا کا پیار مل جاتا ہے

تو اگر دنیا کی ساری دولتیں اس کے عوض میں قربان ہو جائیں تب بھی وہ نہیں چاہتے کہ وہ

پیار ان سے کھو جائے اور خدا ان سے ایک سیکنڈ یا لمحہ کے لئے بھی ناراض ہو۔ پھر وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے جو وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا میں بیان ہوا ہے۔ تو جس خوف کا آیتِ استخلاف میں ذکر ہے وہ وہی خوف ہے جس کو یہاں یوں بیان کیا کہ ایک گڑھا ہے، آگ اس میں بھڑک رہی ہے، اور اس کے کنارے پر وہ کھڑے ہیں۔ اس سے زیادہ اور خوف کیا ہو سکتا ہے جبکہ وہ آگ خدا تعالیٰ کی لعنت کی آگ ہے، اس کے قہر کی آگ، اس کی ناراضگی کی آگ ہے۔

تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس وقت قوم پر ایک نہایت ہی خوف کا وقت ہوتا ہے کہ کہیں وہ اس آگ کے گڑھے میں گر نہ جائیں۔ تب خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک نظارہ دنیا کو دکھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ غنی ہے۔ دنیا میں سب سے بڑا متقی، دنیا میں سب سے بڑا مطہر، دنیا میں سب سے بڑا عالم، دنیا میں سب سے بڑا عاشقِ قرآن اور عاشقِ رسولؐ کہلانے والے کا بھی خدا محتاج نہیں ہے بلکہ یہی شخص خدا کا محتاج ہے۔

پس اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنی

قدرت کا نظارہ

اس طرح دکھاتا ہے کہ کبھی وہ اپنی قدرت کے اظہار کے لئے اس شخص کو چُن لیتا ہے جو قوم کی نگاہ میں بوڑھا ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو بہت دفعہ طعنہ دیا گیا کہ بوڑھا آدمی ہے، سمجھ کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ بوڑھا ہے یا نہیں ہے لیکن ہے میری پناہ میں، میری گود میں۔ اس واسطے تم اس کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتے۔

کبھی خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا اس طرح مظاہرہ کرتا ہے کہ ایک بچّے کو چُن لیتا ہے۔ دنیا کہتی ہے کہ بچّہ ہے، قوم تباہ ہو جائیگی، ناسمجھ ہے، کم علم ہے، کم تجربہ ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ بے شک یہ بچّہ ہے مگر مَیں تو بچّہ نہیں ہوں۔ مَیں اپنی قدرت اسکے ذریعہ سے ظاہر کرونگا۔ تب وہ

قدرتِ ثانیہ کا مظہر

ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہی بچّہ ان لوگوں کا مُنہ بند کر دیتا ہے جو اسے بچّہ سمجھنے والے اور بچّہ کہنے والے ہوتے ہیں۔

کبھی وہ کسی ایسے ادھیڑ عمر انسان کو چُن لیتا ہے جسے دنیا اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق قطعاً نااہل سمجھتی ہے، کم علم سمجھتی ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ یہ کام اس کے بس کا ہے ہی نہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ کام اسکے بس کا نہیں ہوتا لیکن کون سا کام ہے جو خدا تعالیٰ کے بس کا نہ ہو۔ پس خدا تعالیٰ اسے چُنتا ہے، اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اس کے نفس کو اپنی عظمت اور جلال کے جلوہ کے ساتھ کُلّی طور پر فنا کر دیتا ہے۔ ایسے لوگوں پر کبھی ایسی حالت بھی وارد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار میں کبھی وہ اس طرح بھی محو اور گُم ہو جاتے ہیں کہ ان کا دل چاہتا ہے کہ وہ ساری دنیا میں منادی کر دیں کہ مجھے تم میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے اور پھر خدا تعالیٰ ان سے جو اور جس قدر کام لینا چاہتا ہے اسی قدر انکی مدد اور نصرت بھی کرتا چلا جاتا ہے اور اس طرح وہ دنیا پر ثابت کرتا ہے کہ خدا ہی حقیقتاً سب قدرتوں والا اور سب طاقتوں والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کام خلیفۂ وقت کے سپرد کئے جاتے ہیں ان میں سے

ایک بڑا اہم کام یہ ہوتا ہے

کہ وہ اس بات کی نگرانی کریں کہ قوم "اعتصام بحبل اللہ" کے مطابق اپنی زندگی کے دن گزار رہی ہے کہ نہیں جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ محض اپنی نعمت کے طور پر اور اپنے فضل اور برکت کے نتیجہ میں ان کے درمیان مودّت اور الفت پیدا کرتا اور انہیں بنیانِ مرصوص بنا دیتا ہے۔

اس ذمّہ داری کو نباہنے کے لئے خلفاءِ امّتِ محمدیہ نے مختلف تدابیر اختیار کیں ہمارے زمانہ میں ہمارے سلسلہ میں ایک تدبیر اس کے لئے یہ اختیار کی گئی ہے کہ مختلف نظام قائم کر دئے گئے ہیں۔ ایک جماعتی نظام ہے جو سلسلہ کے تمام بنیادی کاموں پر حاوی ہے اور ان کو کما حقّہٗ ادا کرنے کی اس پر ذمّہ داری ہے۔ ایک تحریکِ جدید کا نظام ہے جسے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس لئے جاری کیا تھا کہ غیر ممالک میں اسلام کی اشاعت کی جائے اور توحید کا جھنڈا گاڑا جائے۔ ایک وقفِ جدید کی تنظیم ہے کہ جس کے سپرد اشاعتِ قرآن اور تربیتِ سلسلہ کا ایک محدود دائرہ کے اندر کچھ کام کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ ذیلی تنظیمیں ہیں۔ انصار اللہ ہے۔ لجنہ اماء اللہ ہے۔ خدام الاحمدیہ ہے۔ ناصراتِ احمدیہ ہے۔ اطفالِ احمدیہ ہے۔ اور بعض دفعہ وقتی طور پر ہم کچھ کام کرتے ہیں یا ایسی کوئی تدبیر کرتے ہیں کہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ وقتی ہے یا مستقل شکل اختیار کر جائیگی۔ مثلاً وقفِ عارضی کا نظام مَیں نے جاری کیا ہے اس کے نتائج خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھے نکل رہے ہیں لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تحریک کیا رنگ اختیار کریگی۔ جس رنگ میں اور جس طور پر اللہ تعالیٰ کا منشاء ہوگا اور اسکی ہدایت ہوگی اس کے مطابق ہی وہ شکل اختیار کر لے گی۔ لیکن اس وقت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

بہر حال یہ مختلف تدابیر اور ذرائع ہیں تا جماعت کو اعتصام بحبل اللہ کے مقام سے ہٹنے نہ دیا جائے۔ اور یہ تمام تنظیمیں خواہ وہ بنیادی ہوں یا ذیلی ہوں خلیفۂ وقت کے اعضاء ہیں۔ اور ان میں سے کسی کو بھی کمزور نہیں کیا جا سکتا نہ عقلاً نہ شرعاً۔ عقل بھی اس کی اجازت نہیں دیتی اور شریعت بھی اس کو برداشت نہیں کرتی کہ وہ ذرائع جو خلیفۂ وقت کی طرف سے جاری کئے گئے ہوں ان میں کسی کو کمزور کر دیا جائے۔ اور ہر تنظیم میں سب سے زیادہ طاقت اس وقت ہوتی ہے جب وہ

اپنی حدود کے اندر کام کر رہی ہو

اگر آپ ایک گز کپڑا لیں اور سو گز جگہ میں اس کو بچھانا چاہیں اور دو آدمی زور لگا کر اسے پھیلائیں تو وہ تار تار ہو جائے گا اور اپنی افادیت کھو دے گا۔

تو ہر ذیلی تنظیم کا جہاں اپنے حدود کے اندر رہنا ضروری ہے وہاں دوسری تنظیموں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس میں کسی قسم کی کمزوری نہ پیدا ہونے دیں۔ دراصل کسی تنظیم کا بھی کسی دوسری تنظیم کے ساتھ براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ سارے تعلق خلافت کے ذریعہ اوپر سے ہو کر نیچے کی طرف آتے ہیں۔ اور جب خلیفۂ وقت سارے کاموں کی نگرانی کر رہا ہے تو جماعت کو یہ خطرہ نہیں ہے کہ مثلاً خدام الاحمدیہ والے ان کے کام میں دخل دیں گے اور فتنہ پیدا کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو محض اپنے فضل کے ساتھ اعتصام بحبل اللہ کے مقام پر بڑی مضبوطی سے قائم کیا ہوا ہے اور یہ اس کی دین اور فضل ہے کہ

خلیفۂ وقت کا فیصلہ

بشاشت سے قبول کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک قصبہ ہے۔ وہاں جماعت کی کچھ زمین تھی۔ وہاں ایک مسجد تعمیر ہوئی مگر ایک حصۂ زمین تعمیر مسجد سے باہر رہ گیا جو چند مرلوں کا تھا اسے وہاں کی مقامی جماعت نے باقاعدہ ریزولیوشن کر کے ایک شخص کے پاس ساٹھ ستّر روپے میں فروخت کر دیا۔ اس واقعہ کو دس بارہ سال ہو چکے تھے۔ چند ماہ ہوئے مجھے اس بات کا علم ہوُا۔ مَیں نے اس شخص کو جس کے پاس یہ حصۂ زمین فروخت کیا گیا تھا کہا کہ نہ بیچنے والے کو بیچنے کا حق اور نہ خریدنے والے کو خریدنے کا حق۔ جو پیسے تم نے دئے تھے وہ واپس لے لو اور زمین خالی کر دو کہ یہ تمہاری زمین نہیں ہے۔ کہنے لگا بارہ سال ہو گئے ہیں۔ مَیں نے کہا بارہ صدیاں ہو جائیں، کیا فرق پڑتا ہے؟ وقت گزرنے کے ساتھ غیر حق حق تو نہیں بن جاتا تو کہنے لگا مَیں نے وہاں کمرہ بنایا ہوُا ہے جس پر چار سو روپیہ خرچ ہوُا ہے۔ مَیں نے کہا تم بلا اجازت کسی کی زمین پر مکان بنا لو تو اس کا مَیں ذمّہ دار ہوں؟ تم ملبہ اُٹھوا لو۔ خیر وہ وہاں سے گیا۔ دو چار روز تک تو اس کے دل میں انقباض رہا۔

لیکن جب میں نے اسے دوبارہ کہلا کے بھیجا تو اس نے طلبہ اٹھوا لیا اور زمین ہمارے حوالے کر کے اپنے پیسے وصول کر لئے میری نیت پہلے بھی تھی کہ اس کا نقصان ذاتی طور پر پورا کروں گا۔ لیکن میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ

نظام کی پابندی

کرتا ہے یا نہیں۔ خلیفۂ وقت کا کہا مانتا ہے یا نہیں اور اس کا ایمان کس حد تک مضبوط ہے۔ سچی نیت تو پہلے ہی تھی۔ کہ جو اس کا نقصان ہے وہ میں اس کو دے دوں گا اس لئے میں نے اسے خط لکھا کہ میری نیت تو یہ تھی لیکن میں تمہیں ثواب سے محروم نہیں کرنا چاہتا تھا، اسلئے میں نے پہلے اس کا اظہار نہ کیا تھا۔ اب تم مجھے لکھو کہ تمہارا کتنا نقصان ہوا ہے۔ کچھ تو تم نے طلبہ کی صورت میں اٹھا لیا ہے باقی جو تمہارا رہ گیا ہے وہ میں تمہیں بھیج دیتا ہوں۔ لیکن

اس کے اندر ایمان کا جذبہ تھا

وہ جوش میں آیا اور اس نے مجھے لکھا کہ میں آپ سے روپیہ کیوں لوں؟ میں نے خدا کی خاطر طلبہ اٹھایا ہے

بے شک بعض منافق بھی ہوتے ہیں اور بعض کمزور ایمان والے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن بحیثیت مجموعی یہ جماعت بڑی عجیب ہے!!! میں ذاتی طور پر اس کا تجربہ رکھتا ہوں۔ بڑی قربانیاں دینے والی، بڑا کام کرنے والی جماعت ہے۔ اور جتنا آپ اے میرے بھائیو! پیار کرتے ہیں اور کہا مانتے ہیں اسے دیکھکر میرے جیسا انسان تو انتہائی عاجزی کے ساتھ اپنے رب کے حضور جھک جاتا ہے دل چاہتا ہے کہ انسان سجدہ میں ہی پڑا رہے۔ یہی ایک جماعت ہے جس نے

دنیا میں انقلاب عظیم

برپا کرنا ہے۔ پس باہمی تصادم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ بعض دفعہ مقامی طور پر بعض عہدیدار کمزوری دکھاتے ہیں۔ حالانکہ جس قوم کے اوپر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے فضل اور فضل کے نتیجہ میں ایک امام اور خلیفہ مقرر کر دیا ہو اس کے عہدیدار کو کمزوری دکھانے کا کوئی مطلب ہی نہیں۔ اور کمزوری دکھانے" سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ سختی نہیں کرتے۔ میرا مطلب "کمزوری دکھانے" سے یہ ہے کہ بعض دفعہ وہ وقت سے پہلے سختی شروع کر دیتے ہیں۔ جس شخص کو طاقت حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ اسے ہمت دیتا ہے تو وہ وقت سے پہلے ایسا کام نہیں کرتا۔ کوئی چیز اسکو گھبراہٹ میں نہیں ڈالتی اس کو پتہ ہوتا ہے کہ جب کسی نے کوئی غلطی کی تو اسکی اصلاح ہو جائیگی یا مجھ سے ہو جائے گی یا مرکز سے ہو جائیگی۔

پس ایک تو ہمت اور اعتماد کی ضرورت ہے۔ دوسرے یہ کہ الٰہی سلسلوں میں سارے کام بشاشت سے ہونے چاہئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے دل میں بشاشتِ ایمان پیدا ہو جائے اسے شیطانی حملوں کا خطرہ اور خوف باقی نہیں رہتا۔ اگر اتنی قربانی کرنے والے لوگ بھی بشاش نہ ہوں تو آپ عہدیداروں کا قصور ہے۔ ان کے ساتھ اس قدر محبت اور پیار کا سلوک کرو کہ ان کے دل بشاشتِ ایمانی سے بھر جائیں۔ اور خدا اور اس کے رسولؐ اور اسکے مذہب اور دین کیلئے

محبت کا ایک سمندر

ان کے دلوں میں موجزن ہو جائے۔

میں ایک آپ جیسا ہی معمولی انسان تھا اور ہوں۔ بڑھا کر ذرا بڑی ہی بے مایہ تھا!

لیکن جس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب کیا تو اس وقت ایک سیکنڈ کے اندر اس نے میرے دل کی حالت بالکل بدل دی۔ کئی تھے جن سے شکوے بھی تھے۔ رنجشیں بھی تھیں اجن سے اپنے خیال میں دکھ بھی اٹھائے ہوئے تھے۔ لیکن یہ سب چیزیں ایک سیکنڈ کے اندر بلکہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ کے اندر غائب ہو گئیں اور سوائے محبت کے اور کچھ نہیں رہا۔

یہی حال ہر عہدیدار کا ہونا چاہیئے۔ اگر آپ خدا کے ان پیارے بندوں کو انتہائی محبت نہیں دے سکتے تو آپ عہدیدار رہنے کے قابل ہی نہیں۔ کسی شخص کے دل میں یہ وہم بھی پیدا نہیں ہونا چاہیئے کہ کوئی عہدیدار اس سے پیار نہیں کرتا، اس سے ہمدردی نہیں رکھتا، اس کی غمخواری نہیں کرتا، وقت پر اس کے کام نہیں آئے گا۔

ہر عہدیدار کی پہلی ذمہ داری

یہ ہوتی ہے کہ اپنی تکلیف بھول جائے اور اپنے بھائیوں کی تکلیف کا اسے خیال رہے اگر یہ کیفیت ہو تو پھر وہاں بشاشت کے نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جہاں عہدیدار ڈھونڈ ڈھونڈ کر یہ کام کریں کہ کسی کو دوائی کی ضرورت ہے وہ دوائی پہنچائی جائے۔ کسی کی بیماری کے نتیجہ میں اسکے بعض کام رکے ہوئے ہیں۔ وہ کام کر دئے جائیں۔ کسی کو مالی تکلیف ہے اسے اس تکلیف سے نکالا جائے۔

یہ صحیح ہے کہ ہم نے بادشاہتیں نہیں دینی ہیں۔ لیکن ہر احمدی کی کم سے کم ضرورت بہرحال ہم نے پوری کرنی ہے۔ اس سے وہ اس قدر سکیورٹی اور اطمینان محسوس کرے گا کہ خودبخود اسکے دل میں بشاشت محسوس ہوگی

انفرادی طور پر ہی نہیں (گو وہ بھی بہت ضروری ہے) انتظامی لحاظ سے بھی، ہر نظام کو خواہ وہ بنیادی ہو یا ذیلی ہو یقین ہونا چاہیئے کہ دوسرے نظام میرے ساتھ

سو فی صدی تعاون کرنیوالے

اور میرے کاموں کو آگے سے آگے بڑھانے میں میرے ممد اور معاون اور ناصر ہیں۔ میرے راستے میں روکیں پیدا کرنے والے نہیں ہیں۔ جب ہر نظام اور ہر نظام کے عہدیداروں کے دماغ میں یہ بات آجائیگی اور یہ ذہنیت سب میں پیدا ہو جائیگی تو ہمارے یہ سارے نظام ایک جنت میں ہی کہیں سے کہیں پہنچ جائیں گے۔

چھوٹی چھوٹی باتوں میں بعض دفعہ بدظنی پیدا ہو جاتی ہے۔ بدظنی تو کسی کے لئے بھی جائز نہیں لیکن عہدیداروں کے لئے تو بڑی ہی مہلک چیز ہے۔ جس طرح اگر کوئی کسی کے پیچھے سے السلام علیکم کہے تو آپ کو خود کو اتنا بڑا نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ سلام آپ کو کہا گیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کو پیچھے سے گالی دے رہا ہو اور آپکے کان تک وہ آواز پہنچے تو آپ کو یہ بھی نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ گالی آپ کو دی جا رہی ہے یہ دونو باتیں غلط ہیں۔ اگر کوئی برا بھلا کہتا ہے تو غلطی کرتا ہے آپ یہی سمجھیں کہ وہ آپ کو نہیں کہہ رہا بلکہ کسی اور کو کہہ رہا ہے۔ آپ اپنا کام کئے جائیں اور یاد رکھیں کہ نظام کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ

پورا تعاون اور اتفاق ہونا چاہیئے

خدام الاحمدیہ کی طاقت، انصار اللہ کی طاقت، لجنہ اماء اللہ کی طاقت، ناصرات الاحمدیہ، اور اطفال کی طاقت اس بات میں ہے کہ جو عہد وہ خلیفۂ وقت سے

ان کے لئے مقرر کی ہیں وہ ان سے باہر نہ جائیں اور جس وقت دوسری تنظیموں کو ان کے تعاون کی ضرورت ہو بحیثیت تنظیم بھی وہ اتنا تعاون کریں کہ دنیا میں اس کی مثال نہ ملتی ہو۔ اگر یہ حالات ہوں، یہ صورت ہو۔ تو ان حالات میں ہر تنظیم بشاشت کے ساتھ اپنے کاموں میں لگی ہوئی ہوگی۔ اس کو یہ پتہ ہوگا کہ اپنے دائرہ کے اندر رہا تو ہر دوسری تنظیم میری مدد کو آئے گی۔ اور اگر میں نے اپنے دائرہ سے باہر قدم رکھا تو اوپر سے تنبیہہ ہو جائے گی اور جس کو یہ پتہ ہو وہ اپنے دائرۂ عمل سے باہر نہیں جا سکتا۔

میں نے بڑا لمبا عرصہ خدام الاحمدیہ کی صدارت کی ہے اور اس عرصہ میں میری بیسیوں شکایتیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالے عنہ تک پہنچیں اور بیسیوں دفعہ مجھ سے جواب طلبی بھی ہوئی۔ مگر کبھی بھی میرے خلاف فیصلہ نہیں ہوا۔ اور جب میں سوچتا ہوں تو خدام الاحمدیہ کے زمانہ صدارت کی یہی ایک چیز ہے جو مجھے بہت ہی پیاری لگتی ہے۔ غلطیاں بھی ہوئی ہوں گی۔ بعض باتوں میں غفلت کی ہوگی اتنا کام نہ کر سکا ہوں گا جتنا کرنا چاہیئے تھا مگر یہ ایک چیز ہے کہ جب میں سوچتا ہوں تو میرا دل اس کی وجہ سے

خوشی سے بھر جاتا ہے

کہ میرے خلاف کبھی فیصلہ نہیں ہوا۔ کیونکہ میں نے کبھی کسی کے خلاف جلد بازی سے کام نہیں لیا۔ جس کے خلاف میں ایکشن لیتا تھا کم از کم تین اور چھ مہینے کے درمیان اس کے متعلق تحقیقات کراتا۔ پہلے زعیم کو کہتا کہ اس کی اصلاح کرو پھر قائد کو کہتا کہ اس شخص کی اصلاح کی کوشش کرو وغیرہ۔ اس طرح اس کے فائل بنتے چلے جاتے۔ دو مہینے بعد، تین مہینے بعد، چار مہینے بعد، پانچ مہینے بعد، پھر میں اسے بلاتا اور پیار سے سمجھاتا۔ اگر پھر بھی اس کی اصلاح نہ ہوتی تو اپنی ڈیوٹی اور اپنے فرض کو ادا کرتا۔ بغیر یہ سوچے کہ یہ شخص یا اور کوئی شخص مجھے بُرا سمجھے گا یا برا بھلا کہے گا۔ اگر کوئی کچھ کہتا تو میں خیال کرتا کہ کہتا رہے میں تو اپنا فرض ادا کر رہا ہوں۔

اور ایسی بھی مثالیں ہیں کہ چار مہینے یا پانچ مہینے یا چھ مہینے فائل بنتا رہا اور جس وقت وہ فائل مکمل ہو گیا اور میں نے سمجھا کہ اس شخص نے مجھ سے اب ضرور سزا لینی ہے اور پھر میں نے اسے سمجھانے کے لئے بلایا تو مجھے پتہ چلا کہ یہ خدام الاحمدیہ کا باغی نہیں ہے بلکہ اپنے باپ کا باغی ہے، نفسیاتی الجھنوں کا بیمار ہے۔ اور پھر سارا فائل دھرا کا دھرا رہ گیا۔ اور مجھے اسے کہنے پڑا کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف ہو اور ضرورت ہو تو میرے پاس آؤ میں تمہارا باپ ہوں تمہارے کام آؤں گا۔ خدا کے فضل سے اس طرح ایک آدھ گھنٹے کے اندر بڑا اچھا خادم بن کر میرے پاس سے واپس گیا۔ اور اس کے بعد اس کی اس قسم کی کوئی شکایت میرے پاس نہیں آئی۔

پس جب یہ ایک ایسا نظام ہے کہ ذیلی تنظیمیں ہوں یا بنیادی سب کی سب خلیفۂ وقت کے ماتحت ہیں۔ تو تصادم کا کوئی خطرہ نہیں عہدیداروں کو چاہیئے کہ وہ پیار سے کام لیں۔ اس سے اصلاح ہو جاتی ہے۔

پھر چونکہ ہماری جماعت

قرآن کریم کے احکام کی پابند

ہے۔ اس لئے جب خدا یا رسول یا تمہارا امیر کوئی فیصلہ کرے تو کوئی بات اپنے دل میں نہ لایا کرو چاہے تمہیں سمجھ آئے یا نہ آئے۔ مثلاً ابھی جو زمین کے غلط سودے کے متعلق میں نے مثال دی۔ ہے ہمارے اس بھائی کے دماغ میں یہ بات نہ آئی ہوگی کہ وہ مکان جس پر اس نے چار سو روپیہ خرچ کیا تھا اس سے ہمارا کیا تعلق ہے، مجھے یقین ہے کہ پہلے یہ بات انہیں سمجھ نہیں آئی تھی۔ لیکن یہ بات انہیں ضرور سمجھ آ رہی تھی کہ فیصلہ میری سمجھ میں آئے یا نہ آئے میں اسے ضرور مانوں گا۔ اور یہ ایسی چیز ہے کہ جب کسی جماعت میں پیدا ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو اسے مٹا سکے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اشاعت قرآن کے سلسلہ میں اور توحید خالص کے قیام کے سلسلہ میں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کو دنیا میں قائم کرنے کے سلسلہ میں خدام الاحمدیہ کو جو یہ فرمایا کہ جو قوم ایک ہاتھ کے اٹھنے سے اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور ایک ہاتھ کے نیچے اشارہ کرنے سے بیٹھ جاتی ہے وہ اپنے اندر بڑی طاقت رکھتی ہے اسے مٹانا آسان کام نہیں، وہ بالکل حق ہے۔

وہ ہاتھ صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا ہاتھ نہیں، وہ ہاتھ مصلح موعود (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ تھا،

وہ ہاتھ خلیفۂ وقت کا ہاتھ ہے۔

اور یہ اسی کا کام ہے۔ پس جدھر وہ اشاعت اسلام کی مہم میں اور استحکام اسلام کے لئے جماعت کو لے جانا چاہے ہم سب نے آنکھیں بند کر کے (سمجھ آئے یا نہ آئے) اس کی اطاعت کرنی ہے اور اس کے پیچھے چل پڑنا ہے اس میں بہت برکت ہے کئی آدمی یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جی! بڑے چندے ہو گئے ہیں، تحریک جدید کا، وقف جدید کا خدام الاحمدیہ کا انصار کا، مساجد کا، لیکن وہ یہ چندے دے بھی رہے ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ دے نہیں رہے ہوتے لیکن بعض دفعہ ایسی بات بھی کہہ دیتے ہیں ایک دفعہ حضرت مصلح موعود (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نے فرمایا تھا، اور بات وہی سچ ہے کہ الٰہی سلسلوں اور خدا تعالےٰ کی مقرب جماعتوں کی

قربانی کے معیار کو بڑھاتے رہنا چاہیئے

ورنہ اس میں تنزل شروع ہو جاتا ہے اسی واسطے وقف وقفہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی نہ کوئی نئی سکیم جاری کرتے رہتے تھے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اس زمانہ میں مثلاً ایک چونی دی تھی انہوں نے ابدی زندگی حاصل کر لی کیونکہ آپ نے ان کا نام اپنی کتب میں لکھ دیا۔ جب آہستہ آہستہ ان کی تربیت ہو چکی تو وہی لوگ تھے جنہوں نے اپنی ساری دولت احمدیت اور اسلام کے لئے لٹا دی اور اس پر فخر کیا اس بات پر فخر نہیں کیا کہ انہوں نے مال خدا کی راہ میں دیا بلکہ اس بات پر فخر کیا کہ خدا اور اس کے رسول نے ان کے مال کو قبول کیا۔ دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے!! اس فخر سے تکبر پیدا نہیں ہوتا بلکہ عاجزی پیدا ہوتی ہے ہمیں خوف رہتا ہے کہ پتہ نہیں خدا تعالےٰ ہماری قربانیاں کو قبول کرے گا یا نہیں۔ ہم بھی نماز پڑھتے ہیں، اور بہت سے لوگ بھی نماز پڑھتے ہیں۔ کسی کو کیا معلوم کہ وہ نمازیں قبول ہوتی ہیں کہ نہیں پس نماز پڑھنا کافی نہیں۔ ہماری نجات کے لئے نماز کا قبول ہونا ضروری ہے اور قبولیت کا ہمیں پتہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ڈرتے ڈرتے زندگی کے دن گزارو۔ تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے خلیفۂ وقت کا ایک اہم فرض یہ ہے کہ وہ اس بات کی نگرانی کرے کہ جماعت "اعتصام بحبل اللہ" کے مقام سے نیچے نہ گرے۔ اور اسی غرض کے لئے یہ مختلف تنظیمیں قائم کی گئی ہیں اور ہر ایک تنظیم کو اپنے دائرہ کے اندر کام کرنا چاہیئے اور دوسری تنظیموں سے بہرحال پورا تعاون کرنا چاہیئے تب جماعت کا قدم تیز سے تیز تر ہوتا چلا جائیگا۔ اور جیسا کہ ہماری دلی آرزو ہے اسلام تمام ادیان باطلہ پر غالب ہو جائے گا ہر گھر میں تلاوت قرآن کریم ہوگی۔ اور وہ گھر ایسے گھر بن جائیں گے جن کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فی بیوت اذن اللہ ان ترفع۔ جن کے متعلق اللہ تعالےٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ انہیں روحانی رفعتیں عطا کرے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ انہیں اٹھا کر پہاڑوں پر رکھا جائیگا بلکہ دراصل یہ بات مکینوں کے متعلق ہے کہ ایسے لوگ ان مکانوں اور گھروں میں بسیں گے کہ جو روحانی رفعتوں کو عبور کرتے ہوئے کہیں کے کہیں نکل جائیں گے بلکہ سات آسمانوں کو بھی پھلانگ جائیں گے۔

خدا کرے کہ تمام بنی نوع اس نور کو پہچانیں، اور اس سے حصہ لیں جو خدا تعالےٰ سے نکلا اور بنی نوع انسان کو روحانی ترقی دینے کے لئے اس دنیا میں بھیجا گیا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کے لئے توفیق بخشے۔ آمین

حدیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

والدین کی نافرمانی گناہِ عظیم ہے

عن ابی بکرۃ نفیع بن الحارث رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم باکبر الکبائر ثلاثاً قلنا بلی یا رسول اللہ قال الاشراک باللہ و عقوق الوالدین وکان متکئاً فجلس فقال الا وقول الزور وشہادۃ الزور فما زال یکررھا حتی قلنا لیتہ سکت (متفق علیہ)

ترجمہ۔ حضرت ابی بکر نفیع بن الحارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں۔ آپ نے اس فقرہ کو تین بار دہرایا۔ ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہاں آپ ضرور بیان فرمائیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی۔ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس فقرہ پر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ اور آپ نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ آپ اس فقرہ کو بار بار دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے اپنے دل میں (بوجہ ندامت) کہا کاش کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اب خاموشی اختیار فرمالیں۔

پس اللہ تعالےٰ کی توحید کا قائم کرنا اور والدین کی فرمانبرداری سچے مسلمان پر فرض ہے۔

فضیلت اسلام

جوموکنیاٹا وزیر اعظم کینیا کا ایک بیان

عیسائی وزیر اعظم کینیا جوموکنیاٹا کا تعدد ازدواج کی تائید میں امریکن رسالہ ٹائم (۱۶ ستمبر ۱۹۶۶ء) کی اشاعت میں وزیر اعظم کا یہ بیان شائع ہوا ہے جو ایک یورپین عیسائی کو مخاطب کر کے ہے کہ

"تعدد ازدواج کے مسئلہ کو لیجئے افریقن یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی دو یا تین بیویاں ہونی چاہئیں۔ جبکہ پادری انہیں یہ تلقین کرتے ہیں کہ انہیں صرف اور صرف ایک ہی عورت سے شادی کرنی چاہیئے۔ ایسا کہنے سے وہ ان کو تباہی کے راستہ پر ڈال رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس کی اس بات کو مدِ نظر رکھ کر صرف ایک بیوی سے شادی کرتا ہے۔ تو پھر اس بات کا احتمال موجود ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص کی بیوی کی طرف مائل ہوجائے جیسا کہ تمہارے ملک میں بالعموم دیکھنے میں آرہا ہے۔ اور یہ امر مرد اور عورت کے درمیان علیحدگی واقع ہونے پر منتج ہوتا ہے۔ اس کے برعکس . . . . ایک افریقی کو یہ مشکل پیش نہیں آتی۔ ایک سے زائد بیویاں رکھنے سے اسے اطمینان ہوتا ہے۔"

وزیر اعظم جوموکنیاٹا افریقن لیڈر مذہباً عیسائی ہیں مگر ان کی جرأت کی یہ نمایاں مثال ہے کہ انہوں نے تعدد ازدواج کے مسئلہ میں شریعت اسلام کی تائید کی ہے۔

اسلام نے بعض حالات کی بناء پر ایک مرد کو یہ اجازت دی ہے۔ کہ وہ ایک سے لے کر چار عورتوں تک شادی کر سکتا ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث و ربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ (نساء)

یعنی جو (عورت) تمہیں پسند ہو (کرلو یعنی) دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو۔ اور اگر تم کو ڈر ہو کہ تم ان کے درمیان انصاف نہ کر سکو گے۔ تو پھر ایک ہی سے شادی کرو۔ قرآن کریم نے تعدد ازدواج کی بنیادی شرط عورت کے حقوق کے ادا کرنے اور اس سے انصاف کرنے پر رکھی ہے۔ اس مشروط حکم میں اللہ تعالےٰ نے مرد اور عورت دونوں کے حقوق کا کماحقہ خیال رکھا ہے۔ حضرت بانی احمدیت علیہ السلام تعدد ازدواج کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس اگر اسلام میں تعدد نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورت میں کہ جو مردوں کے لئے نکاح ثانی کے لئے پیش آجاتی ہے۔ اس شریعت میں ان کا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہوجائے یا مجذوم ہوجائے یا ہمیشہ کے لئے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہوجائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بیکار ہوجائے اور مرد بھی قابل رحم کہ تجرد پر صبر نہ کر سکے۔ تو ایسی صورت میں مرد کے تقوےٰ پر یہ ظلم ہے کہ اس کو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جائے۔ درحقیقت خدا کی شریعت نے انہی امور پر نظر کر کے مردوں کے لئے یہ راہ کھلی رکھی ہے۔ اور مجبوری کے وقت عورتوں کے لئے بھی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بے کار ہوجائے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرالیں جو طلاق کے قائمقام ہے۔" (کشتی نوح ص۲۸)

مستشرقین کے اسلام پر اعتراضات

حضرت مریمؑ کو حضرت ہارونؑ کی ہمشیرہ کیوں کہا گیا؟

قرآن مجید میں یہود کا قول منقول ہے کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف سے حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود کے سامنے پیش کرنے پر کہا۔

یا اخت ھٰرون ما کان ابوک امرأ سوءٍ وما کانت امک بغیا (مریم)

اے ہارون کی ہمشیرہ! تیرا باپ تو بُرا آدمی نہیں تھا اور تیری ماں بھی بدکار نہیں تھی۔

ریورنڈ وھیری (Wherry) نے اپنے ترجمہ قرآن مجید میں اس آیت پر اعتراض کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔

"حضرت مریم کو حضرت ہارون اور حضرت موسےٰ کی بہن کے ساتھ مخلوط کر دیا گیا ہے۔"

دوسرے عیسائی مصنفین نے بھی بڑے شدومد سے اس اعتراض کو لیا ہے۔ چنانچہ عیسائی پروفیسر آرنلڈ اپنی کتاب اسلام اور مسیحیت Islam and Christianity میں اس اعتراض کو نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔

"یہ بالکل درست نتیجہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ محمدؐ نے کنواری مریم اور موسےٰ و ہارونؑ کی بہن کو بالکل ایک ہی سمجھ لیا ہے۔"

یہ اعتراض معترضین کی اسلوب بیان زبان سے ناواقفی کی روشن دلیل ہے کیونکہ لفظ اخ اور اخت وغیرہ عربی زبان میں مجازاً بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اس جگہ مریم سے مراد والدہ مسیح علیہ السلام ہیں اور انہیں مجازاً "اخت ھارون" مشابہت کی وجہ سے قرار دیا گیا ہے۔

یہ اعتراض حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی عیسائی ازراہ نادانی کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہیں۔

بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی نجران فقالوا الستم تقرؤن یا اخت ھارون وقد کان بین موسیٰ وعیسیٰ ما کان فلم ادر ما اجیبھم فرجعت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ فقال الا اخبرتھم انھم کانوا یسمون بانبیائھم والصالحین قبلھم

(ترمذی تفسیر سورۃ مریم)

مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران بھیجا تو اہلِ نجران (عیسائیوں) نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم قرآن کریم میں اخت ھارون کے الفاظ نہیں پڑھتے۔ حالانکہ حضرت موسےٰ اور عیسےٰ کے درمیان بہت لمبا زمانہ تھا حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت موسےٰ اور عیسیٰ کے درمیان بہت لمبا زمانہ تھا۔ حضرت مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ میرے علم میں اس سوال کا جواب نہ تھا۔ چنانچہ جب میں حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آیا تو میں نے آپ کو اس اعتراض سے اطلاع دی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کیا تو نے ان کو خبر نہ دی کہ یہود کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے نام گزشتہ زمانے کے بزرگوں

اور انبیاء کے ناموں پر رکھا کرتے تھے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس جواب سے ظاہر ہے کہ آپ یہود کے قول کا ہرگز یہ مطلب نہیں سمجھتے تھے کہ انہوں نے حضرت مریم والدہ مسیح علیہ السلام کو حضرت ہارون کی حقیقی بہن قرار دیا تھا بلکہ آپ یہی سمجھتے ہیں کہ مریم والدہ مسیح علیہ السلام کا نام پچھلے بزرگوں کے نام پر رکھا گیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

"اس بےہودہ اعتراض پر پہلے علماء نے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ اگر استعارہ کے رنگ میں یا اور بناء پر خدا تعالےٰ نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھہرایا ہے۔ تو آپ کو اس سے کیوں تعجب ہوا جبکہ قرآن شریف بجائے خود بار بار بیان کر چکا ہے۔ کہ ہارون نبی حضرت یونس ؑ کے وقت میں تھا۔ اور یہ مریم حضرت عیسیٰ کی والدہ تھی جو چودہ سو برس بعد ہارون کے پیدا ہوئی۔ تو کیا اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان واقعات سے بےخبر ہے اور نعوذ باللہ اس نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھہرانے کی غلطی ہے...... اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں میں یہ رسم تھی کہ نبیوں کے نام تبرکاً رکھے جاتے تھے۔

عالم عیسائیت

کیا موجودہ انجیل الہامی ہے؟

متی میں آیا ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنے بارہ شاگردوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔" (متی $\frac{19}{28}$)

اس پیشگوئی کے بعد یسوع مسیح نے ایک دفعہ اپنے شاگردوں سے یوں خطاب کیا۔

"اور تم میں سے ایک شخص شیطان ہے۔ اس نے شمعون اسکریوطی کے بیٹے یہودا کی نسبت کہا کیونکہ یہی جو ان بارہ میں سے تھا اسے پکڑوانے کو تھا۔ (یوحنا $\frac{6}{70\text{-}71}$)

اور یہودا اسکریوطی نے سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا اگر میں اسے تمہارے حوالہ کرا دوں تو مجھے کیا دو گے؟ انہوں نے اسے تیس روپے تول کر دیئے۔ (متی $\frac{26}{14\text{-}15}$)

اس پر یسوع مسیح نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا

"اس آدمی پر افسوس جس کے وسیلہ سے ابن آدم پکڑوایا جاتا ہے۔ اور اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا ہوتا۔" (متی $\frac{26}{24\text{-}25}$)

انجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودا اسکریوطی ان بارہ شاگردوں میں سے ایک تھا۔ جس نے یسوع مسیح کو گرفتار کروایا اور بعد ازاں خودکشی کر لی۔

نشانات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلسۂ مذاہب عالم میں اسلام کی عظیم الشان فتح

(۱)

۱۸۹۶ء کے اختتام میں لاہور کے چند سرکردہ اہل نظر و فکر نے ایک مذہبی کانفرنس منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔ جس میں تمام مذاہب کے نمائندے شامل ہو کر اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں و کمالات بیان کریں۔ اس جلسہ کی بنیادی شرط یہ بھی تھی کہ ایک مذہب والا دوسرے مذہب والے پر حملہ نہ کرے۔ اور اپنے مذہب کے معتقدات کی رو سے مندرجہ ذیل پانچ امور پر روشنی ڈالے۔

۱۔ انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی حالتیں۔
۲۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت۔
۳۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔
۴۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا و عاقبت میں کیا ہوتا ہے؟
۵۔ علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

اس مشترکہ مذہبی کانفرنس کے لئے ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کی تاریخیں مقرر ہوئیں اور اس وقت کے مشاہیر مذاہب عالم کے نمائندے اس کانفرنس میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے ایک مشترکہ مذہبی پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے چنانچہ اسلام، آریہ سماج، برہمو سماج، سناتن دھرم، عیسائیت، تھیوسافیکل سوسائٹی، فری تھنکر نمائندوں نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ اس جلسہ کا اعلان پریس اور دوسرے ذرائع سے وسیع طور پر کیا گیا تھا۔

(۲)

حضرت بانی احمدیت علیہ السلام نے بھی مندرجہ بالا سوالات کے جوابات جلسہ کے ارباب حل و عقد کی خواہش اور اصرار کے پیش نظر اسلام کی رو سے لکھنے کا اعلان فرما دیا۔ جب آپؑ نے مضمون لکھنا شروع فرمایا تو خدا تعالےٰ کی طرف سے آپؑ کو الہام ہوا۔ "مضمون بالا رہا" یعنی آپ کا مضمون تمام ان مضامین سے بالا اور فائق رہے گا۔ جو اس کانفرنس میں پڑھے جائیں گے۔ اس پیشگوئی کے پیش نظر آپؑ نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس کا عنوان تھا

"سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری"

یہ اشتہار ملک میں کثرت سے شائع کیا گیا۔ اس میں حضرت بانیٔ احمدیت نے تحریر فرمایا

"یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا۔ کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے۔"

پھر آپ نے کشف میں دیکھا۔

"میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس کے چھونے سے ...... اس محل میں سے ایک نور ساطعہ نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھ پر بھی اس کی روشنی ہوئی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا اللہ اکبر خربت خیبر۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے۔ جو جائے نزول و حلول انوار ہے۔ اور وہ نورانی معارف ہیں۔ اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے .... سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا۔ اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مضمون جو انتہائی پرسوز دعاؤں کے بعد تحریر کیا گیا تھا اسے مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سنایا۔ اس مضمون میں خدا تعالےٰ نے غیر معمولی تاثیر و جاذبیت پیدا کر دی۔ ابھی مضمون باقی تھا کہ وقت ختم ہو گیا۔ سامعین کی خواہش کے مطابق جلسہ کے منتظمین نے اس کا وقت اور زیادہ کر دیا۔ جب حضرت مولانا نے یہ فرمایا کہ ابھی صرف ایک سوال کا جواب ہی میں نے پڑھا ہے۔ چار سوالات کے جوابات باقی ہیں تو منتظمین کانفرنس کو سامعین کے زبردست مطالبہ کی وجہ سے کانفرنس کے ایام میں ایک اور دن کا اضافہ کرنا پڑا۔

الغرض یہ مضمون بہت ہی کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ ملکی اور غیر ملکی پریس نے اس پر شاندار ریویو کیا۔ اور اس مضمون کی تعریف و توصیف میں تبصرہ کیا۔ اخبار "چودھویں صدی" نے تحریر کیا۔

"ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں اور نہ ان سے ہم کو کوئی تعلق ہے ...... مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظ قرآنی کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی غرضکہ مرزا صاحب کا لیکچر بہ ہیئت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بےشمار معارف و حقائق و حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفہ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا۔

کہ تمام اہل مذاہب ششدر رہ گئے کسی شخص کے لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہیں تھے جتنے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت تمام ہال اوپر نیچے سے بھر رہا تھا اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت اور دیگر سپیکروں کے لیکچروں میں امتیاز کے لئے اس قدر کافی ہے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس طرح آ گری جیسے شہد پر مکھیاں . . . .

کلکتہ کے اخبار جنرل و گوہر آصفی نے تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کیا:۔

"اگر جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچی فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے"۔ (۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

اس وقت تک اس عظیم الشان لیکچر کا ترجمہ اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے عربی۔ انگریزی جرمنی۔ فارسی۔ ہسپانوی۔ برمی۔ چینی۔ سہیلی۔ ہندی۔ کینیاری اور گورمکھی زبان میں ہو چکا ہے۔ مغربی ممالک میں اس لیکچر کی وجہ سے اسلام کا تعارف غیر معمولی رنگ میں ہو رہا ہے مغربی مفکرین نے اس کتاب کی روحانی تاثیر کے متعلق بہت کچھ تحریر کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ لیکچر اور اس کے بالا رہنے کے متعلق پیشگوئی آپ کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے جو رہتی دنیا تک دنیا کی رہنمائی کے لئے قائم و دائم رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

احمدیت پر اعتراضات کے جوابات

علمائے مصر اور عقیدۂ وفات مسیح

ہفت روزہ الاعتصام ۲۴ فروری ۱۹۶۷ء رقمطراز ہے:۔

"حق و باطل کا معیار کتاب و سنت ہوتے ہیں۔ شخصیت نہیں ہوتی ورنہ بسا ایک ایسا رخنہ ثابت ہوتا ہے کہ کبھی کوئی مسئلہ حل نہ ہوتا اور نہ کسی مختلف فیہ نظریہ کا تصفیہ دنیا میں ہو پاتا . . . .

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

"لیکن اس بدایت سے آج کل جو ناجائز فائدہ اٹھانے میں مصروف ہیں وہ مرزائی لوگ ہیں چنانچہ پچھلے دنوں میں اس قسم کی ایک شخصیت کا نام لے کر ایک تیر داغا تھا تاکہ کسی طرح ان کی بگڑی بن جائے یعنی وفات مسیح کے سلسلہ میں مصر کے ایک شیخ "شیخ شلتوت" کا فتویٰ ہے جب وہ ان کے ہاتھ چڑھا تو وہ اس کو لے کر یوں اڑے جیسے سونٹھ کی گنڈی لے کر کوئی چوہا پنساری بن بیٹھا تھا" . . . .

دوسرا یہ کہ شیخ شلتوت کوئی عالم دین شخص نہیں تھے صرف ایک جج اور ازہر یونیورسٹی میں ایک رئیس الجامعہ تھے"۔

سخت کلامی کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم معاصر الاعتصام سے دریافت کرتے ہیں کہ . . . . جامعہ ازہر نے جو اسلامی دنیا میں سب سے بڑی یونیورسٹی ہے کے ادارہ نے استفتا شیخ محمود شلتوت کے پاس جواب کے لئے کیوں بھیجا۔ اصل بات یہ ہے کہ شیخ شلتوت نے وفات مسیح کا فتویٰ دے کر مخالف علماء میں زلزلہ برپا کر دیا ہے۔ کیونکہ اس سے ان کے عقیدہ پر زد پڑ رہی ہے اس لئے فتویٰ کو مصیبت عظیمہ قرار دیا جا رہا ہے۔

الاعتصام کو معلوم ہونا چاہیئے کہ علماء مصر میں سے صرف محمود شلتوت نے ہی وفات مسیح کے متعلق اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا بلکہ استاذ محمد عبدہ مفتی مصر، شیخ مصطفےٰ المراغی رئیس الازہر علامہ السیخ رشید رضا ایڈیٹر المنار سابق مفتی مصر نے وفات مسیح اور کشمیر میں قبر مسیح کے مسئلہ پر حضرت بانی احمدیت سے اتفاق کیا ہے۔ چنانچہ علامہ رشید رضا تحریر کرتے ہیں:۔

"نفرادہ الی الھند وموتہ فی ذالک البلد لیس بعید عقلاً و نقلاً"

حضرت مسیح کا ہندوستان کی طرف چلے جانا اور اس شہر (سری نگر) میں آپکی وفات کا ہونا عقلی اور نقلی لحاظ سے بعید نہیں ہے۔

اس عقیدہ حیات مسیح کے متعلق تحریر کرتے ہیں:۔

"ھی عقیدۃ اکثر النصاریٰ وقد حاولوا فی کل زمان منذ ظہور الاسلام بثہا فی المسلمین"۔

یعنی حیات مسیح کا عقیدہ نصاریٰ کی اکثریت کا ہے ظہور اسلام کے وقت سے ہی عیسائی اس عقیدہ کی اشاعت مسلمانوں میں کرتے رہے ہیں۔

پھر الاعتصام بطور استشہاد کے رقمطراز ہے:۔

ماہنامہ دارالسلام دیوبند میں مولانا حکیم محمد اسحاق صاحب سندیلوی استاذ ندوۃ العلماء لکھنو نے اپنے ایک مضمون میں مرحوم شیخ شلتوت کے اس پہلو کا خوب تجزیہ کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ عقائد۔ کلام، تفسیر، حدیث اور فقہ اسلامی میں ان کو کوئی امتیازی حیثیت نہیں تھی بلکہ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

مندرجہ بالا علوم میں ان کی استعداد اچھی نہیں تھی

(دارالسلام دیوبند جنوری ۱۹۶۷ء)

مرزائی مہربانوں کی کم مائیگی کا اندازہ فرمائیں کہ یہ بیچارے ناتواں چڑیوں کے جمع کردہ ان تنکوں کو اکٹھا کر کے ایک فلک بوس عمارت کی تعمیر میں مصروف ہیں اور شیخ چلی کی طرح اس لاحاصل اور کرم و شغلہ سے اپنا دل بہلا رہے ہیں"

ہم معاصر کے اس انداز بیان کو تو حوالہ خدا کرتے ہیں لیکن یہ پوچھتے ہیں کہ کیا الاعتصام مذکورہ علماء اور مشاہیر کے عالم ہونے سے بھی انکار کرے گا؟ دیدہ باید

اور کیا علامہ شلتوت کی متعدد علمی تصانیف اس امر پر گواہ نہیں ہیں کہ آپ کو مذکورہ علوم میں استعداد حاصل تھی؟

یورپ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے خوشکن نتائج

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار

ایک عیسائی ڈچ مستشرق (C.S. Hurgonise) اپنی مشہور تصنیف "محمد ازم" میں تحریر کرتے ہیں:۔

"ہر وہ بات جو اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے اختیار کی جاتی یا گھڑی جاتی تھی یورپ ایک لالچی اور حریص آدمی کی طرح اسے اچک لیتا تھا حتیٰ کہ ازمنہ وسطیٰ میں ہمارے آباؤ اجداد کے ذہنوں میں محمد کا جو تصور قائم تھا وہ آج ہمیں ایک انتہائی طور پر مکروہ اور گھناؤنی شکل کے مترادف نظر آتا ہے"۔

کون نہیں جانتا کہ صلیبی جنگوں کے بعد یورپ میں اسلام کے خلاف انتہائی معاندانہ اور جارحانہ فضا کی وجہ سے حالات ناخوشگوار تھے۔ اس مذہبی تعصب اور عناد کا نتیجہ تھا کہ چرچ کی طرف سے اسلام کے خلاف مختلف ممالک میں وسیع اور منظم ادارے قائم کئے گئے۔ عیسائیت اس منصوبہ بندی سے اسلام کو خدانخواستہ نیچا دکھانا چاہتی تھی عیسائیوں کے ان تبلیغی مقاصد اور ارادوں کو دیکھ کر یہ بات ذہن کے کسی گوشہ میں بھی نہ آ سکتی تھی کہ عیسائیت کو تنزل آ جائے گا۔ عیسائی پروپیگنڈہ انتہائی بام عروج پر پہنچ گیا تھا۔ پادری عماد الدین جیسے شخص نے بڑے طمطراق سے تحریر کیا۔

"محمدی مذہب کے لئے اگرچہ ایک صورت تو ہے مگر اس میں جان ہرگز نہیں اسلئے وہ ایک مردہ دین ہے یا ایک پتلا ہے جو آدم نے بڑی کاریگری سے بنایا مگر اس میں جان نہ ڈال سکا"۔ (تعلیم محمدی صفحہ ۳۵ مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

ایسے نازک وقت میں مسلم زعماء مایوس ہو چکے تھے۔ کیونکہ مذہبی اور سیاسی لحاظ سے اسلام کی حالت دردناک ہو چکی تھی۔ علامہ حالی مرحوم نے اپنی مسدس میں اس وقت اسلام کی پوزیشن کے متعلق ایک طویل مرثیہ تحریر کیا۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی   اک اسلام کا رہ گیا نام باقی
اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے   امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے   پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

عیسائیت کے اس عروج اور غلبہ کو دیکھ کر بعض اکابرین اسلام کو اسلام کی ترقی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی حضرت بانی احمدیت نے ایسے وقت میں فرمایا:۔

"یاد رکھو کہ جھوٹی خدائی یسوع کی بہت جلد ختم ہونے والی ہے۔ وہ دن آتے ہیں کہ عیسائیوں کے سعادت مند لڑکے سچے خدا کو پہچان لیں گے اور پرانے بچھڑے ہوئے وحدہٗ لاشریک کو روتے ہوئے آ ملیں گے" (سراج منیر صفحہ ۶۹)

(۲)

اس وقت بانیٔ احمدیت کی اس خواہش کے پیشِ نظر اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے قائم کردہ نظامِ تبلیغ کے ماتحت مبلّغینِ احمدیت دنیا کے مشرق و مغرب میں تبلیغِ اسلام کے لئے سات اور دن منہمک ہیں۔ یورپ کے قریباً ہر ملک میں جماعتِ احمدیہ کے مشن کام کر رہے ہیں انگریزی۔ جرمنی۔ ڈینش۔ ڈچ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہو چکے ہیں تبلیغِ اسلام کے تمام امکانی ذرائع کو اختیار کیا جا رہا ہے۔

چنانچہ جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا اعتراف کرتے ہوئے ہالینڈ کا پریس "اسلامی ہلال یورپ کے افق پر" کے عنوان سے تحریر کرتا ہے:۔

"یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے کچھ بیزار ہو چکا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ کسی بھی دوسری چیز کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف اسلام یورپ میں اتحاد کا عَلم لئے ہوئے ہے اور یہ نوجوان ادھر مائل ہو رہے ہے۔ اس بہاؤ کو روکنے کے لئے اور اس تبلیغ کے اثرات کو تھامنے کے لئے جس کا طاقتور انجن جماعتِ احمدیہ ہے ہمیں ان کی راہ میں ایک مضبوط ستون گاڑنا ہوگا"

اسی پر بس نہیں بلکہ ۱۹۵۵ء ایبرڈین یونیورسٹی کے ایک لیکچرار نے عالمی ریڈیو سٹیشن بی بی سی سے تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"حضرت مسیح واقعی ایک انسان گزرے ہیں جو یہودیوں میں وعظ کیا کرتے تھے لیکن یہ سب ڈھونگ ہے کہ وہ خدا اور کنواری ماں کے بیٹے ہیں یا وہ وفات کے بعد آسمان پر اُٹھ گئے"

الغرض فرزندانِ احمدیت کی تبلیغی مساعی کے اثرات منصۂ شہود پر آ رہے ہیں اور بقول مشہور یورپی مصنّف برنارڈ شا ایسے کے یقینی اثرات موجود ہیں کہ

"ساری برطانوی سلطنت ایک قسم کا اصلاح شدہ اسلام اس صدی کے اختتام پر قبول کر لے گی"

ایک فقہی مسئلہ

سوال:۔ ایک صاحب نے سوال کیا ہے کہ بوٹ پر مسح کر کے اسے اتار کر جراب پر مسح کئے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مفتی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا ہے

جس جراب یا بُوٹ پر مسح کیا گیا ہو نماز میں اس کا پہنا ہوا ہونا ضروری ہے اگر بوٹ پر مسح کیا ہے تو اسے اتارنے کی صورت میں جرابوں پر دوبارہ مسح کرنا چاہیئے۔

دستخط مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ

نوٹ:۔ واضح رہے کہ جرابوں اور بُوٹ پر مسح ذیل کی حدیث سے ثابت ہے:۔

"عن مغیرۃ بن شعبۃ قال توضأ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و مسح علی الجوربین والنعلین"

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جرابوں پر اور نعلین (بوٹ) پر مسح فرمایا۔

(ترمذی جلد ۱ ص۱۵ باب فی المسح علی الجوربین)

فوٹو کی تلاش

سنہ ۱۹۳۶ء کے آغاز میں مبلغین سلسلہ کی کورس ٹریننگ کے اختتام پر ایک گروپ فوٹو لیا گیا تھا جس میں سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ "شعبہ تاریخ احمدیت" کو اس یادگاری تصویر کی ضرورت ہے۔ اگر کسی بزرگ کے پاس یہ موجود ہو تو براہِ نوازش عاریۃً ارسال فرماویں انشاءاللہ بلاک بنوانے کے بعد ان کی خدمت میں اسے بحفاظت پہنچا دیا جائے گا۔ والسلام دوست محمد شاہد ربوہ

درخواستِ دُعا

(۱) گزکا سے مکرم رشید انور صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ محترم ڈاکٹر احمد دین صاحب تشویشناک طور پر بیمار ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) میرا چھوٹا بچہ محمد اکرام ناصر دس بارہ یوم سے بعارضہ اسہال پیچش بیمار ہے۔ علاج کے باوجود فرق نہیں پڑ رہا۔ احباب کرام سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کامل شفا عطا فرمائے۔

(محمد نواز مومن)

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ کی مقبولِ عام و مشہور ادویہ

تریاقِ معدہ
پیٹ درد۔ بدہضمی۔ اپھارہ۔ بھوک نہ لگنا۔ کھٹے ڈکار۔ ہیضہ۔ اسہال متلی اور قے۔ ریاح خارج نہ ہونا۔ بار بار اجابت اور قبض کے لئے نہایت مفید زود اثر اور کامیاب و مقبولِ عام۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔

سُرمہ ہمدردِ چشم
کمزوریٔ نظر۔ دُھند۔ جالا۔ پھولا۔ آنکھوں سے پانی بہنا۔ خارش۔ پڑوال۔ اور ککروں کے لئے از حد مفید ہے!
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

اکسیر پائیوریا
مسوڑھوں سے خون اور پیپ کا آنا (پائیوریا) دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں کی میل۔ ٹھنڈے یا گرم پانی کا لگنا اور منہ کی بدبو دُور کرنے کے لئے اکسیر ہے۔
فی شیشی ایک روپیہ پچاس پیسہ

پیامِ نُور
تلی اور جگر کا بڑھ جانا۔ ضعفِ جگر ضعفِ ہضم دائمی قبض۔ خرابیٔ خون۔ کمر درد۔ جوڑوں کا درد۔ ریحی درد۔ دل کی دھڑکن اور خون کی کمی کو دُور کر کے اعصاب کو طاقت بخشتا ہے۔
قیمت فی بوتل چار روپیہ

مفید منجن
دانتوں کو صاف اور چمکدار۔ مسوڑھوں کو مضبوط اور منہ کو خوشبودار بناتا ہے۔ دانتوں کی روزانہ صفائی کے لئے بہترین تحفہ!
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

حبوب مفید اٹھرا
مرضِ اٹھرا کا مشہور اور کامیاب علاج مُردہ بچے پیدا ہونا یا پیدا ہو کر مختلف امراض سے فوت ہو جانے کے لئے اکسیر ہے۔
قیمت فی شیشی پانچ روپیہ
مکمل کورس پندرہ روپے

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

نُور کاجل کی شہرت اور قبولیت

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں:۔
"مَیں خود اور میرے بہت سے عزیز نور کاجل تیار کردہ خورشید دواخانہ ربوہ استعمال کرتے ہیں بہت مفید اور ٹھنڈا کاجل ہے بلکہ میں تو پاکستان اور انڈیا بھی اپنے عزیزوں کو تحفۃً یہی کاجل بھجواتی ہوں بچوں کے لئے بہت مفید پایا ہے"

تیار کردہ:۔ خورشید یونانی دواخانہ ربوہ

قابلِ اعتماد سروس
سرگودہا سے سیالکوٹ
عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی
کی آرام دہ بسوں میں سفر کریں۔ (مینجر)

احباب ہمیشہ اپنی قابلِ اعتماد سروس
پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور
کی آرام دہ اور دلکش بسوں میں سفر کریں
(مینجر)

ضروری اطلاع

حضرت مولوی قدرت صاحب سنوری تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں ۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء کو کراچی سے روانہ ہو رہا ہوں۔ لنڈن جانے کا بھی پروگرام ہے حج کے ایام تک کے لئے احباب مجھے اپنے خطوط پر معرفت چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید دی ایران ٹریڈرز فاطمہ جناح روڈ بالمقابل گھوڑی گارڈن کراچی ۳ پر لکھیں اس کے بعد کے لئے پتہ ذیل ہوگا:۔

معرفت داؤد احمد صاحب گلزار 705 WANDSWORTH روڈ لنڈن S.W.8 U.K.

(قدرت اللہ سنوری)

دلفریب

زیورات کا واحد مرکز

فرحت علی جیولرز۔ دی مال لاہور فون نمبر ۲۶۲

یاد رکھنے کی باتیں

۱۔ ہر ایسے مقام پر جہاں سات سال سے زائد عمر کے دو تین یا زیادہ احمدی بچے موجود ہوں مجلس اطفال الاحمدیہ قائم ہونی چاہیئے۔

۲۔ ہر مجلس میں مربی اطفال اور ناظم اطفال مقرر کئے جائیں۔

۳۔ ہر مجلس کیلئے ضروری ہے کہ اپنی ماہوار رپورٹ مقررہ رپورٹ فارم پر لکھ کر مرکز میں باقاعدگی سے بھجوائے۔

۴۔ ہر طفل کے لئے بیعت فارم پُر کرنا ضروری ہے۔ جن اطفال نے اب تک پُر نہیں کئے ان سے پُر کروا کے فارم مرکز کو بھجوائیں۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

نور کاجل والوں کا

سُرمہ نوری

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے نسخہ کے مطابق اعلیٰ اجزاء سے تیار کردہ

قیمت ۱/- ایک روپیہ

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

سُرمہ نور والوں کا

نورانی کاجل

و دیگر ادویات با افضل برادرز گولبازار ربوہ سے مل سکیں گی

خریدتے وقت شفاخانہ رفیق حیات کا لیبل دیکھ لیا کریں۔

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ربوہ

احباب سے گذارش

ہم نے نواں کوٹ ملتان روڈ پر دوائیاں بنانے کا کارخانہ شروع کیا ہے۔ احباب کرام سے تعاون ہمدردی اور دعا کی درخواست ہے۔

برٹش فارمیسوٹیکل کارپوریشن ۱/۲ ۱۲ نواں کوٹ ملتان روڈ لاہور

ہر قسم کا اسلامی لٹریچر

اپنے قومی سرمایہ سے جاری شدہ

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گولبازار ربوہ

سے

حاصل کریں

مینیجر

تسلی بخش کام

ہر قسم کی موٹر کاروں اور رکشا وغیرہ کی مرمت کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ کام تسلی بخش۔ اجرت مناسب۔ سیکنڈ ہینڈ موٹر کاروں اور رکشا وغیرہ کی خرید و فروخت کیلئے بھی ہماری خدمات سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے

ایم۔ ایم آٹو ملتان روڈ لاہور

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار۔ کیل۔ پڑتل چیل کافی تعداد میں موجود ہے

ضرورت مند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں

گلوب ٹمبر کارپوریشن ۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور فون نمبر ۶۱۶۱

رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ

کے

نئے ماڈل کے چولہے

بلحاظ اپنی خوبصورتی مضبوطی اور تیل کی بچت و افراط حرارت دنیا بھر میں بے مثال ہیں

اپنے شہر کے ہر بڑے ڈیلر سے طلب کریں

زرعی اراضی برائے فروخت / پٹہ

۵ ۱/۲ مربعہ زرعی اراضی ایک ٹکڑا لاہور سے تقریباً ۰ میل (لاہور۔ حیدرآباد روڈ پر) پختہ سڑک سے صرف ۲ میل۔ یک فصلہ نہری۔ پانی۔ بجہ ۶" ڈلوری نیا ٹیوب ویل سیم وغیرہ سے مبرا برائے فروخت یا پٹہ پر دینا مقصود ہے

مرزا عبد الرؤف N-39 سمن آباد لاہور

الفضل

میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

ہر قسم کے دیدہ زیب رنگوں میں ملبوسات مومن کلاتھ ہاؤس ربوہ سے خرید فرمائیں

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۸ مارچ تا ۱۵ مارچ

۱۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو گزشتہ ہفتہ بھی کھانسی کی تکلیف رہی۔ اس کے علاج کے سلسلہ میں ایک نئی دوا استعمال کی گئی جس کے بعد سے کھانسی کی تکلیف میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب فرق پڑ رہا ہے لیکن نئی دوا کے اثر کی وجہ سے ضعف کی تکلیف چل رہی ہے۔ احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

۲۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۰ مارچ کو ناسازئ طبع کے باوجود مسجد مبارک میں تشریف لاکر نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور نے گزشتہ جمعہ کے تسلسل ہی میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے اور اولاد کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے کے سلسلہ میں احمدی خواتین کو ان کی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے سورۃ الاحزاب کی آیات ۲۹ تا ۳۲ کی تفسیر بیان کرکے واضح فرمایا کہ احمدی خواتین کا فرض ہے کہ وہ دین کی سربلندی کے لئے عدیم المثال قربانیاں پیش کریں اور اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ صحیح معنوں میں اسلام کے سپاہی ثابت ہوں۔

۳۔ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کراچی میں دس یوم قیام فرمانے، وہاں مقامی لجنات کا معائنہ کرنے، اور ان کے سالانہ جلسہ میں شرکت فرمانے کے بعد ۱۴ مارچ کی صبح کو ربوہ واپس تشریف لے آئی ہیں۔

۴۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل انجمن احمدیہ مشرقی پاکستان کے سالانہ جلسہ میں شرکت کرنے کے بعد ۱۰ مارچ کو ڈھاکہ سے ربوہ واپس تشریف لے آئے۔ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اور محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب بھی آپ کے ہمراہ مشرقی پاکستان گئے تھے وہ جلسہ میں شمولیت کے بعد علی الترتیب ۷ مارچ اور ۴ مارچ کو پہلے ہی واپس تشریف لے آئے تھے۔

۵۔ حکومت پاکستان کے چیف پارلیمنٹری سیکرٹری اور مہیب وہپ اور آل پاکستان کونسل آف تزئین القرآن کے صدر جناب الحاج عبد اللہ ظہیر الدین لال میاں مع اپنی بیگم صاحبہ ۷ مارچ کو ربوہ تشریف لائے آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ سے ملاقات کرنے کے علاوہ یہاں کے مرکزی دفاتر اور تعلیمی اداروں میں تشریف لے جاکر بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے نظام مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے کام سے تعارف حاصل کیا۔ نیز قرآن کریم اور دینی تعلیم کے انتظامات کا جائزہ لیا۔ آپ ۸ مارچ کی صبح کو ربوہ سے واپس تشریف لے گئے۔

۶۔ یونانی آیورویدک طریق علاج کے آل پاکستان طبی بورڈ کے تین اراکین جناب حکیم شرف الحق صاحب آف نیو دہلی دواخانہ راولپنڈی، جناب حکیم عبد المالک صاحب مجاہد آف تخت بائی مردان اور جناب وید محمد اجمل صاحب آف لاہور جھنگ اور میانوالی کے بعض اطباء کی معیت میں ۱۰ مارچ کو چنیوٹ سے ربوہ تشریف لائے۔ جہاں وہ اطباء کی رجسٹریشن کے سلسلہ میں ان کے انٹرویو کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ربوہ میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کے علاوہ یہاں کے یونانی دواخانے دیکھے نیز وہ فضل عمر ہسپتال اور تعلیمی اداروں میں بھی گئے۔ چند گھنٹوں کے قیام کے بعد وہ اسی شام چنیوٹ واپس تشریف لے گئے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے مکرم شیخ نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور کو پچھلے دنوں فرزند عطا فرمایا ہے نومولود محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ لاہور کا پوتا اور آپ کی ہمشیرہ محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ بیگم محترم شیخ محمد محسن صاحب مرحوم آف لائل پور کا نواسہ ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

۸۔ علمی تقاریر کے آئندہ اجلاس کی تاریخ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ یہ اجلاس انشاء اللہ العزیز ۱۲ اپریل ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں منعقد ہوگا۔ اس میں محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٭٭

٭٭ سابق جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ لاہور، محترم مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی سابق مبلغ گیمبیا اور محترم سید مسعود احمد صاحب ایم اے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد پیشگوئیوں اور ان کے مہتم بالشان ظہور پر تقاریر فرمائیں گے۔ اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بھی رونق افروز ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

پاکستان اور ممالک بیرون کی خبریں

● کراچی ۱۶ مارچ۔ ۸۵ کروڑ ڈالر کے تربیلا بند منصوبہ کے لئے مطلوبہ غیر ملکی امداد مل جائے گی اور اس منصوبہ پر اس سال کے آخر میں کام شروع ہو جائے گا۔ یہ بات منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین جناب ایم ایم احمد نے کل صبح واشنگٹن سے کراچی پہنچنے پر بتائی۔ آپ عالمی بنک کے نمائندوں اور حکومت امریکہ کے اعلیٰ افسران سے بات چیت کرنے امریکہ گئے ہوئے تھے۔ آپ نے بتایا کہ اس منصوبے کے لئے ۵۱ کروڑ چالیس لاکھ ڈالر کا زر مبادلہ درکار ہوگا۔

● راولپنڈی ۱۶ مارچ۔ منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین جناب ایم ایم احمد نے کل شام راولپنڈی میں صدر ایوب سے ملاقات کی اور انہیں واشنگٹن میں عالمی بنک اور امدادی ادارہ کے نمائندوں کے ساتھ اپنی بات چیت کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔

● کوئٹہ ۱۶ مارچ۔ گزشتہ رات گیارہ بجے کوئٹہ میں شدید زلزلہ آیا جس کے جھٹکے پندرہ سیکنڈ تک محسوس ہوتے رہے زلزلہ کے ساتھ ایک گڑگڑاہٹ کی آواز بھی سنائی دی۔ یہ آواز سن کر لوگ جاگ اٹھے اور گھبرا کر گھروں سے باہر نکل آئے۔ تاحال کسی جانی اور مالی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔

● کوئٹہ ۱۶ مارچ۔ پاکستان کا اعلیٰ اختیارات کا ایک وفد اگلے ماہ کے وسط میں کابل جائے گا اور دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعاون بڑھانے کی کوشش کرے گا۔

● واشنگٹن ۱۶ مارچ۔ امریکہ نے پاکستان کو ساڑھے تین کروڑ ڈالر کا اناج فراہم کرنے کی منظوری دی ہے۔ یہ اناج جون ۱۹۶۷ء میں پہنچنا شروع ہو جائے گا۔

● ہانگ کانگ ۱۶ مارچ۔ شمالی ویٹ نام کی خبر رساں ایجنسی نے اطلاع دی ہے کہ شمالی ویٹ نام کی ساحلی توپوں نے امریکہ کے ایک جنگی جہاز کو سخت نقصان پہنچایا۔ شمالی ویٹ نام کی فوج نے مارچ کے پہلے گیارہ دنوں میں تیسرے امریکی جہاز کو سخت نقصان پہنچایا ہے ایجنسی نے مزید بتایا ہے کہ اب تک شمالی ویٹ نام میں کل ۱۷۲۳ امریکی طیاروں کو مار گرایا جا چکا ہے۔

● نئی دہلی ۱۶ مارچ۔ راجستھان کے بعد جہاں پچھلے دنوں زبردست ہنگامے ہوئے تھے۔ اترپردیش میں بھی گڑبڑ شروع ہو گئی ہے اور عین اس موقع پر جب کانگریسی وزیر اعلیٰ مسٹر چندر بھان گپت اور ان کے ساتھی حلف اٹھا رہے تھے۔ گورنر ہاؤس کے باہر کانگریس کے خلاف زبردست مظاہرہ ہو رہا تھا۔ اور فضا کانگریس مردہ باد اور کانگریسی گورنر مردہ باد کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ صوبے کے دوسرے مقامات پر کل تمام دن ہنگامے اور مظاہرے ہوتے رہے۔

● کھٹمنڈو ۱۶ مارچ کل حکومت نیپال اور جمہوریہ چین میں ایک معاہدہ ہوا جس کے تحت چین نیپال کو ۳۰ ہزار ٹن چاول دے گا۔

آخری تاریخ برائے انتخاب نمائندگان مجلس مشاورت ۶۷ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ نمائندگان مجلس مشاورت ۱۹۶۷ء کی اطلاعات جماعتوں کی طرف سے یکم اپریل ۱۹۶۷ء تک دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں پہنچ جانی ضروری ہیں۔ اس کے بعد ملنے والی اطلاعات قابل منظوری نہیں ہوں گی۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت)

انتخاب زعیم اعلیٰ ربوہ!

مجلس انصار اللہ ربوہ کے اراکین مطلع رہیں کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۱۷ مارچ ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک مسجد مبارک میں بعد نماز جمعہ محترم مولانا ابو العطاء صاحب قائد تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی زیر صدارت زعیم اعلیٰ ربوہ کا انتخاب ہوگا تمام انصار انتخاب میں شمولیت فرماویں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴